ہماری تعلیم

اپنی تاریخ کے سلسلہ میں علم وتعلم کے تعلق سے کچھ عرض کیا جاچکا ہے اس علم وتعلم کی چابی (Key) تعلیم کے ہاتھوں میں ہوا کرتی تھی۔ آج کی تعلیم کے تناظر میں ہم اس تعلیم کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ بس تاریخ کے بکھرے ہوئے واقعات سے اس کا کچھ قیاس ہی کرسکتے ہیں۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہماری وہ تعلیم خالص تھی اور دین فطرت کے تقاضے کے مطابق مہد (جھولے) سے لحد (قبر) تک تھی ،فطری تھی۔ وہ تعلیم عام تھی، رسم عام تھی لیکن 'رسمی' نہیں تھی۔ رسم کے سم سے بڑی حد تک محفوظ تھی۔ اس تعلیم کا عصری بانی مبانی علم مطلق کا محبوب وجانی، علم لدنی کا حامل اور **یعلمھم الکتاب والحکمۃ** کا ماموروعامل معلم تھا۔ اس کے درس کے لئے نہ چھت کی قید، نہ درودیوار کی حدبندی، نہ صحن کی تخصیص، کبھی سرراہ، کبھی بزم میں کبھی رزم میں، کبھی پیڑ کے سائے میں، کبھی پہاڑ کی گود میں، نہ صبح کی قید ،نہ شام کا بندھن ......کہیں بھی، کبھی بھی ......اس کے اسٹوڈنٹ ہونے کو نہ سن وسال کی قید، نہ قوم وقبیلہ کی شرط، نہ ملک وملت کا امتیاز،......جو بھی آجائے وہ اسے صحابیت کی مقدس تاریخی آئی ڈی ،(جس کی ویلیڈٹی تاحیات ہی نہیں ،ابدی) کیا اتنی کھلی، پھیلی......عام رسا (پارسا) یونیورسل یونیورسٹی چشم کائنات نے کبھی دیکھی ہے یا دیکھ سکتی ہے۔ یہاں ہمیں فاصلاتی تعلیم Distant Education کا نیارا پیارا انداز سیدہ عالمیانؑ کے یہاں دکھائی دیتا ہے جہاں بظاہر (بلافصل Immediate) معلم خود اپنا نورنظر متعلم نظر آتا ہے۔ یعنی استاد وشاگرد کا پاک مقدس رشتہ تکلفات سے پاک تھا۔ اسی آغوش تعلیم نے عالمہ غیر معلمہ (اور فہیمہ غیر مفہمہ ثانی زہراؑ) کو پیدا کیا۔

ہمیں اسی تعلیم میں ایک اور منظر دکھائی پڑتا ہے۔ ایک باپ (معلم) اپنے ہی لڑکے (متعلم) کی طرف لپکتا ہے (تادیب وتوبیخ کو) لڑکا واجب سجدہ کی آیت بڑھ کے اپنے کو گرفت سے بچاتا ہے۔ ایسا دو تین بار ہوتا ہے۔ اپنے ہی شاگرد کے پاس یہ نیا دفاعی اسلحہ دیکھ کر معلم باپ کا سارا جوش تادیب وتوبیخ ٹھنڈا پڑجاتا اور پوچھتا ہے کہ اچھا! بتاؤ تم نے سجدہ کیوں نہ کیا؟ جواب: میں مکلف تھوڑے تھا! اس کمال تعلیم کے مظاہرہ پر معلم کا نفسیاتی ردعمل کیا ہوا ہوگا، ہمارے علم دوست قارئین خود بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں ('کلاس' میں) دستورزباں بندی نہ تھا بلکہ زبان کھولنے پر پیٹھ ٹھونکی جاتی تھی۔ (زباں درازی کا وہم وگماں بھی اس علمی تعلیمی ماحول میں کہاں) یہاں کھلی ''زبان'' ہی ذریعۂ تعلیم رہی۔ خود حضور اکرمؐ کے حضور یہ زبان ایسے چلتی تھی کہ ایک اردو مصنف نے کچھ ایسے کہا کہ پوچھتے پوچھتے صحابہ کرام رسول اکرم کو دق کردیتے تھے۔ (ویسے دق مرادی معنوں میں ہی استعمال ہوا ہوگا، ورنہ عصمت تو دق، وغیرہ سے منصوص طور سے محفوظ ومنزہ ہوتی ہے۔)

اس تعلیم میں اگر کسی جگہ کو مرکز کی حیثیت دی جاسکتی ہے تو وہ مسجد تھی۔ یہی آگے بڑھ کر جامعہ از ہر کی شکل میں آج کی دنیا کی (رسمی تعلیمی) قدیم ترین یونیورسٹی بنی۔

لیکن ہماری یہ تعلیم بہت دنوں تک 'غیر رسمی' ہی رہی۔ اسی تعلیم کی کوکھ سے غفرآں مآبؒ کا بھی جنم ہوا تھا۔ یہ بہت بعد کی بات ہے مرحمت سلطانی (یا سیاسی کارستانی) سے ہماری تعلیم پر 'رسمی' سایہ پڑگیا اور ہماری وہ تعلیم ٹھٹک کر سمٹ رہی۔ اس کے بارے پھر کبھی............

(م۔ر۔عابد)